عبادت پر دوام

ابو اسعد مولانا محمد صدیق حفظہ اللہ

ولقد نعلم انک یضیق صدرك بما یقولون' فسبح بحمد ربک و کن من الساجدین' واغبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ (سورۃ الحجر آیت ۹۷'۹۸'۹۹)

ترجمہ:- ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے' آپ اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آ جائے۔"

اللہ رحیم و کریم نے انسان کو اپنی عبادت و بندگی کے اعلیٰ مقصد کی تکمیل کیلئے پیدا فرمایا' عبد اور معبود کا تعلق محض لفظی مناسبت سے نہیں بلکہ عبادت کی حقیقی اور مضبوط بنیاد پر رہنا چاہئے' عبادت و عبودیت کے منازل طے کر کے ہی عابد اپنے معبود حقیقی تک تقرب و قربت کے درجات حاصل کر سکتا ہے اور عبادت کے ساتھ ہی روحانی اور جسمانی اطمینان و سکون میسر آسکتا ہے۔

تلاوت کردہ آیات میں بھی اسی حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ جب مصائب و مشکلات آڑے آئیں' یا رو اغیار کے طعن و استہزاء سے واسطہ پڑے' رنج و غم کے مہیب

> اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی 'بیٹھے بھی 'کھڑے بھی' پھر جب ہم اسکی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کیلئے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔ (سورۃ یونس ۱۲)

بادل آبگینہ دل پر بجلی بن کر برسنے لگیں اور انسان ﴿و خلق الانسان ضعیفا﴾ کا ناتواں جسم اس طوفان بدتمیزی سے لڑکھڑانے لگے تو اس وقت اپنے آقا و مولیٰ رب تعالیٰ کو عبادت کے وسیلہ کے ساتھ پکارے' اپنی جبین نیاز کو اس کے سامنے جھکا دے' ہمہ وقت اس کے ذکر و تسبیح و تحمید میں مشغول ہو جائے اور نماز جیسے اعلیٰ انداز عبادت کو اختیار کر لے کہ یہی وسیلہ نجات اور ذریعہ فتح و کامرانی ہے' اسی سے دلوں کو سکون اور جسم و جان کو راحت میسر آتی ہے:

الا بذکر الله تطمئن القلوب۔ (سورۃ الرعد ۲۸)

"یاد رکھو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔"

یا ایها الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ۔ (سورۃ البقرہ ۱۵۳)

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو۔"

دوسری بات جو ان آیات میں بیان کی گئی ہے وہ بڑی اہم ہے اور وہی ہر ایک انسان سے مطلوب و مقصود ہے کہ اس طریقہ کار کو محض دفع الوقتی کیلئے اختیار نہ کیا جائے کہ بدحالی میں تو خوب ذکر و عبادت ہو اور خوشحالی میں اس سے منہ پھیر لیا جائے' جیسا کہ انسان کی اس کمزوری کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما کشفنا عنه ضره مر کان لم یدعنا

الی ضر مسه۔ (سورۃ یونس ۱۲)

"اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے لیٹے بھی' بیٹھے بھی' کھڑے بھی' پھر جب ہم اس کی تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے اپنی تکلیف کیلئے جو اسے پہنچی تھی کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔

"اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیے' یہاں تک کہ آپ کو امر یقین پیش آجائے"

یعنی اس آخری گھڑی تک اپنے رب کی بندگی کرتے رہو جس کا آنا یقینی ہے۔ الیقین' یقین یہاں موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورہ مدثر میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں آیا ہے' جہاں ذکر ہے کہ جہنمی اپنی غفلتوں اور بداعمالیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم ان ہی میں غرق رہے:

حتی اتانا الیقین۔ (سورۃ المدثر ۴۷)

"یہاں تک کہ (اسی حال میں) ہم کو موت آگئی۔"

حدیث میں بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات کے سلسلے میں لفظ یقین موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اما هو فقد جاءه الیقین والله انی لا رجوله الخیر۔ (صحیح البخاری 'کتاب الجنائز' باب الدخول علی المیت بعد الموت)

"عثمان کو تو موت آگئی ہے' اللہ کی قسم' مجھے بھی ان کیلئے اللہ سے بھلائی کی امید ہے۔"

بعض جاہل صوفیا اور ملحدین نے اس آیت سے یہ بات گھڑی ہے کہ عبادت کرتے کرتے انسان جب درجہ کمال تک پہنچ جاتا ہے اور معرفت کی منزلیں طے کر لیتا ہے تو اسے یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ جس کے بعد اسے عبادت کی ضرورت نہیں رہ جاتی' فرائض و واجبات کی ادائیگی کے احکام اس سے ساقط ہو جاتے ہیں اور تمام محرمات و محظورات کی پابندیوں سے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ اعتقاد سراسر کفر' ضلالت اور جہالت ہے' کیا ان لوگوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ انبیاء کرام' خصوصاً سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ معرفت الٰہی کے تمام درجے طے کر چکے تھے' اللہ کی ذات و صفات کے متعلق سب سے زیادہ علم و عرفان سے مالا مال تھے' اس کے باوجود جب تک زندہ رہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں مشغول رہے اور آخری دم تک اسی میں لگے رہے۔

سید عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

ایک روز مجھے نور عظیم نظر آیا جس نے افق کو چھپا لیا تھا' پھر اس میں سے ایک صورت نمودار ہوئی' اس نے کہا' عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں اور تیرے لئے جملہ محرمات کو حلال کرتا ہوں۔ میں نے کہا: اے لعین! دور' دور' اسی وقت وہ نور ظلمت بن گیا اور وہ صورت بن گئی۔ پھر آواز آئی: عبدالقادر! تیرے اللہ نے تجھے علم دیا اور منازل احوال کا تفقہ عطا کیا' اس لئے تو بچ گیا' ورنہ ستر اہل طریق کو میں اسی طرح گمراہ کر چکا ہوں۔ میں نے کہا: یہ سب کچھ فضل ربانی ہے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حضور نے کیونکر سمجھ لیا کہ وہ شیطان ہے۔ فرمایا: اس فقرہ سے "جملہ محرمات کو حلال کرتا ہوں۔" (از لواقع الانوار' طبقات الاخیار' للشعرانی الخاص ۱۷۸' حاشیہ رحمۃ للعالمین ج ۲' ص ۱۱۵)

کیا ان لوگوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ انبیاء کرام' خصوصاً سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ معرفت الٰہی کے تمام درجے طے کر چکے تھے' اللہ کی ذات و صفات کے متعلق سب سے زیادہ علم و عرفان سے مالا مال تھے' اس کے باوجود جب تک زندہ رہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں مشغول رہے اور آخری دم تک اسی میں لگے رہے۔